عاشقوں کا حج

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والا
سنتوں بھرا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف (ترجمہ: میں نے سنّتِ اعتکاف کی نیّت کی)

جب بھی مسجد میں داخل ہوں، یاد آنے پر نفلی اعتکاف کی نیّت فرما لیا کریں، جب تک مسجد میں رہیں گے، نفلی اعتکاف کا ثواب حاصل ہوتا رہے گا اور ضِمناً مسجد میں کھانا، پینا، سونا بھی جائز ہو جائے گا۔

دُرُودِ پاک کی فضیلت:

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ: جس نے قرآنِ پاک پڑھا، ربّ تعالیٰ کی حمد کی اور نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) پر دُرُود شریف پڑھا نیز اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے مغفِرت طَلَب کی تو اس نے بھلائی، اس کی جگہ سے تلاش کر لی۔ (شعب الایمان ج ۲ ص ۳۷۳ حدیث ۲۰۸۴)

جو دُرُود و سَلام پڑھتے ہیں
ان پہ ربّ کا سلام ہوتا ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حُصُولِ ثواب کی خاطِر بیان سُننے سے پہلے اَچّھی اَچّھی نیّتیں کر لیتے ہیں۔ فرمانِ مُصطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ "**نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ**" مُسلمان کی نیَّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔ (اَلْمُعجَمُ الکبیر لِلطّبرانی ج ۶ ص ۱۸۵ حدیث ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول: (۱) بِغیر اَچّھی نیَّت کے کسی بھی عملِ خَیر کا ثواب نہیں ملتا۔

(۲) جِتنی اَچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

بَیان سُننے کی نیّتیں:

نگاہیں نیچی کیے خُوب کان لگا کر بَیان سُنُوں گا ❀ ٹیک لگا کر بیٹھنے کے بجائے عِلْمِ دِیْن کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دو زانو بیٹھوں گا ❀ ضَرورَتاً سِمَٹ سَرک کر دوسرے کے لیے جگہ کُشادہ کروں گا ❀ دھکّا وغیرہ لگا تو صَبْر کروں گا، گھورنے، جِھڑکنے اور اُلجھنے سے بچوں گا ❀ صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْبِ، اُذْکُرُوااللّٰہَ، تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ وغیرہ سُن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والوں کی دل جُوئی کے لئے بُلند آواز سے جواب دوں گا ❀ بَیان کے بعد خُود آگے بڑھ کر سَلَام و مُصَافَحَہ اور اِنْفِرادی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بَیان کرنے کی نیّتیں:

میں بھی نِیَّت کرتا ہوں ❀ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا پانے اور ثواب کمانے کے لئے بیان کروں گا ❀ دیکھ کر بَیان کروں گا ❀ پارہ 14، سُوْرَۃُ النَّحْل، آیت 125: **اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ** (تَرجَمۂ کنزالایمان: اپنے رَبّ کی راہ کی طرف بُلاؤ پکّی تدبیر اور اَچّھی نصیحت سے) اور بُخاری شریف (حدیث 4361) میں وارِد اِس فرمانِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ: **بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَ لَوْ اٰیَۃً**۔ یعنی ''پہنچادو میری طرف سے اگرچِہ ایک ہی آیت ہو'' میں دیئے ہوئے اَحکام کی پَیْروی کروں گا ❀ نیکی کا حکم دوں گا اور بُرائی سے مَنْع کروں گا ❀ اَشْعار پڑھتے نیز عَرَبی، اَنگریزی اور مُشکِل اَلفاظ بولتے وَقْت دل کے اِخْلَاص پر تَوَجُّہ رکھوں گا یعنی اپنی عِلْمِیَّت کی دھاک بِٹھانی مَقْصُود ہوئی تو بولنے سے بچوں گا ❀ مَدَنی قافلے، مَدَنی انعامات، نیز عَلاقائی دَورہ، برائے نیکی کی دعوت وغیرہ کی رَغْبَت دِلاؤں گا ❀ قَہْقَہہ لگانے اور لگوانے سے بچوں گا ❀ نظر کی حِفَاظَت کا ذِہْن بنانے کی خاطِر حَتَّی الْاِمْکان نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کاش! سر کے بَل چل کے آتا:

منقول ہے کہ حضرت عبدُ اللہ ابنِ مَسروق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ (جو خلیفہ) ہارونُ الرَّشید کے وزیر (تھے، انہیں) جب اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تَوبہ کی توفیق عطا فرمائی تو وہ گُناہوں سے توبہ کر کے مکّہ شریف کے لیے روتے ہوئے پیدل ننگے پاؤں رَوانہ ہوئے۔ جب حَرم کے شیوخ (پیشواؤں) نے سُنا کہ وزیر مکّہ میں پہنچنے والے ہیں، اِنھیں سَلام کرنے کے لیے مکۂ مُکَرَّمہ (زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعۡظِیۡمًا) سے باہر جمع ہوئے اُنہوں نے دیکھا کہ وزیر صاحب کی شکل و صورت بدلی ہوئی ہے، بال پَراگندہ (یعنی بکھرے ہوئے) اور خاک آلُود، جسم اور چہرہ نہایت میلا کُچیلا ہے، مشائخ نے تَعَجُّب کرتے ہوئے ہارون رشید کے وَزیر سے پُوچھا: آپ نے مَساکین کی طرح شکل بنا کر بغیر جُوتے کے جنگلوں اور میدانوں میں پیدل سفر کیوں فرمایا؟ اُنہوں نے جواب دیا: آپ بتائیں ایک بندہ جب اپنے مَولا کے دروازے پر حاضری دے اس کی کیا کیفیَّت ہونی چاہیے؟ میں پِیادَہ (پیدل) چل کر حاضر ہوا ہوں، حق تو یہ تھا کہ سَر کے بَل چل کر آتا۔ (البحر العمیق، ص ۳۱۹)

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
اَرے سَر کا مَوقع ہے او جانے والے
(حدائقِ بخشش ص:۱۵۸)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللہ بن مَسْروق رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب سَفرِ مکّہ کیلئے روانہ ہوئے تو اِنْتہائی خَستہ حالت میں ننگے پاؤں سُوئے حَرَم چل پڑے، جب وَجہ پُوچھی گئی تو کتنا پیارا جواب عَطا فرمایا کہ جب ایک غُلام اپنے مَولا کی بارگاہ میں حاضِر ہو تو حق تو یہ ہے کہ سَر کے بَل چل کر آئے، میں تو پھر بھی پِیادَہ (پیدل) حاضر ہوا ہوں۔ یقیناً اس عظیمُ الشّان بارگاہ کے

مُناسِب بھی یہی ہے کہ بندہ جب وہاں جائے تو شاہانہ اور مُتَکَبِّرانہ اَنداز نہ ہو بلکہ اِنْتِہائی عاجزی واِنکساری کے ساتھ حاضری کی سَعادَت پائے۔ حدیثِ پاک میں بھی اس کی ترغیب ملتی ہے۔ چُنانچہ بارگاہِ رِسالت میں کسی نے عرض کی: یارَسُولَ اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) حاجی کو کیسا ہونا چاہیے؟ ارشاد فرمایا: پَراگندہ سَر، میلا کُچیلا۔ (شرح السنہ للبغوی، کتاب الحج، باب وجوب الحج... الخ، ج۴، ص:۹، حدیث:۱۸۴۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حرمینِ طَیِّبَین کے سفر سَعادَت کی تمنّا ہر ایک عاشق کے دل میں ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہیے۔ بعض خُوش نصیبوں کی مُرادیں بر آتی ہیں اور وہ بیتُ اللہ شریف کی زِیارت اور مَناسکِ حَجّ کی اَدائیگی کے بعد روضۂ رسول کے پُرکَیف جلووں سے مُسْتَفِیض ہوتے ہیں۔ اور بعض عاشقانِ رسول ہر وَقْت یادِ مدینہ میں بے چین رہتے ہیں، بس ان کے دل میں ایک یہی آرزُو ہوتی ہے کہ!

اِذْن مل جائے گر مدینے کا کام بن جائے گا کمینے کا
جا کے ان کو دِکھاؤں گا میں تو زَخْمِ دل اور داغ سینے کا
قَلبِ عاشق اُٹھا دَھڑک اِک دَم ذِکْر جب چِھڑ گیا مدینے کا
آنکھ سے اَشک ہوگئے جاری جب چلا قافلہ مدینے کا
اس کی قسمت پہ رَشک آتا ہے جو مُسافر ہوا مدینے کا
ہم کو بھی وہ بُلائیں گے اِک دن اِذْن مل جائے گا مدینے کا

(وسائلِ بخشش، ص۱۸۱)

اور جو خُوش نصیب حج و عُمرہ کی سَعادت پاکر مدینہ شریف گُھوم آتے ہیں اور نظروں سے سُنہری جالیوں کو چُوم لیتے ہیں ان کی آتشِ شوق بجھتی نہیں بلکہ مزید بھڑک اُٹھتی ہے اور وہ ہر وَقْت فِراقِ مدینہ (یعنی مدینے کی جُدائی میں) میں بے قرار رہتے ہوئے گویا زبانِ حال سے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں،

مدینے ہمیں لے گیا تھا مُقدَّر
مدینے میں کیسا سُرور آ رہا تھا

نہ ہم کاش آتے یہاں لوٹ کر گھر
مدینے میں کیسا سُرور آ رہا تھا

وہاں بارشِ نُور ہوتی تھی پیہم
نہ دُنیا کی جھنجھٹ زَمانے کا تھا غَم

مِلا تھا ہمیں قُربِ محبوبِ داوَر
مدینے میں کیسا سُرور آ رہا تھا

کبھی بیٹھتے ان کی مسجد میں جا کر
کبھی دُور سے تکتے محراب و منبر

نمازوں کا بھی لُطف تھا کیا وہاں پر
مدینے میں کیسا سُرور آ رہا تھا

یقیناً مدینہ ہے صَد رشکِ جنَّت
مدینے میں ہے میٹھے آقا کی تُربت

اے عطاؔر! کیوں چھوڑ کر آئے وہ دَر
مدینے میں کیسا سُرور آ رہا تھا

(وسائلِ بخشش، ص ١٦٦)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کعبۂ مُعَظَّمہ اور گنبدِ خَضْرا کی زِیارت کے لیے جانا، حَج ہو یا عُمرہ، کسی بھی نِیَّت سے سُوئے حَرَم قدم بڑھانا، یقیناً بہت بڑی سَعادت اور بڑے نصیب کی بات ہے۔ اور ایسا شخص جو اس اِرادے سے گھر سے نکلے وہ فائدے ہی فائدے میں ہے۔ کیونکہ یہ ایک ایسا سفر ہے کہ قَدَم قَدَم پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمتوں اور اس کی برکتوں کی چھما چھم برسات نصیب ہوتی ہے۔ اور جب زائر حرمینِ طَیِّبَیْن میں پہنچ جائے اب تو اس کے وارے ہی نیارے ہو جاتے ہیں، اس کے نصیب کا ستارہ بامِ عُروج (بلندی) پر ہوتا ہے۔ اگر اسی دوران وہیں پر دَم نکل جائے اور جنَّتُ الْبَقِیْع میں دو گز جگہ مل جائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا اِنعام ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے نامۂ اعمال میں قیامت تک اپنے نیک عمل کی نِیَّت کے مُطابق ثواب بھی لکھا جاتا رہے گا اور اگر واپس آنا ہی پڑ جائے تو مدینے میں دوبارہ جانے کا جاں فزا تصور بھی عاشقانِ رسول کے ذوق کی تسکین کا سامان ہو جاتا ہے۔ الغرض! اس مبارک سفر کے بڑے فوائد ہیں۔ آیئے! اس حوالے سے چند فرامینِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سُنتے ہیں:

1. یہ گھر اسلام کا سُتُون ہے، جو حج یا عُمرہ کرنے والا اپنے گھر سے بیتُ اللہ شریف کے اِرادے سے نکلے، اگر اس کی رُوح قَبض ہو جائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِمّۂ کرم پر ہے کہ اُسے جنَّت میں داخل فرمادے اور اگر وہ (حج کرکے) پلٹا تو اَجر و غنیمت کے ساتھ لوٹے گا۔

(المعجم الاوسط، الحدیث ۹۰۳۳، ج۶، ص ۳۵۲۔ فردوس الاخبار للدیلمی، باب الھاء، الحدیث ۷۲۰۸، ج۲، ص ۳۸۲)

2. جو شخص اپنے گھر سے حج یا عُمرہ کرنے کے لئے نکلے اور فوت ہو جائے، تو اسے قیامت تک حج و عُمرہ کرنے والے کا اَجر دیا جاتا رہے گا۔ (شعب الایمان للبیھقی، باب فی المناسک، فضل الحج والعمرۃ، الحدیث ۴۱۰۰، ج۳، ص ۴۷۴)

3. جو اس راہ میں حج یا عمرہ کے لیے نکلا اور مر گیا اُس کی پیشی نہیں ہو گی، نہ حساب ہو گا اور اس سے کہا جائے گا تُو جنَّت میں داخل ہو جا۔ (المعجم الأوسط"، باب المیم، الحدیث: ۵۳۸۸، ج۴، ص ۱۱۱)

طیبہ میں مَر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند
سیدھی سڑک یہ شہرِ شَفاعت نگر کی ہے

زِندہ رہیں تو حاضرِیِ بارگاہ نصیب
مَر جائیں تو حیاتِ اَبد عیش گھر کی ہے

(حدائقِ بخشش، ص:222،221)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مکۂ مُکرَّمہ و مدینۂ مُنوَّرہ زَادَھُمَا اللہُ شَرَفًاوَّتَعۡظِیۡمًا کی حاضری کی سَعادَت پانا ایسا اَنمول موقع ہے کہ یہ نصیب والوں کو ہی ملتا ہے، اس پر جتنا شکر کیا جائے کم ہے۔ جب کسی کو یہ سَفرِ مُقدَّس نصیب ہو تو اپنی خُوش بَختی پر شکر کرتے، گُناہوں کو یاد کرتے اور خوفِ خُدا سے لَرزتے کانپتے ہوئے اس اُمّید کے ساتھ سفر کرنا چاہیے کہ حرمینِ طَیِّبَیۡن کی مُقدَّس فضاؤں

میں جائیں گے، وہاں ہر وَقْت ہونے والی رحمتوں کی بارش میں نہائیں گے، گُناہوں کو بخشوائیں گے اور اپنے تاریک دل کو جِلائیں گے۔

میں کرکے سِتَم اپنی جاں پر قرآن سے جَآءُوْكَ سُن کر

آیا ہوں بہت شَرمندہ سا سرکار توجہ فرمائیں

یاد رکھئے! جب ہم ان اچھی اچھی نیّتوں سے سفر کریں گے اور ہر مُقدَّس مَقام پر اپنے گُناہوں کیوجہ سے شرمندہ ہوتے ہوئے توبہ کریں گے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے ہمارے گُناہ ضَرور مُعاف ہو جائیں گے۔ مگر افسوس! فی زمانہ ایک تعداد ہے کہ جو اس مُقدَّس سفر کو دوسرے عام سفروں کی طرح سمجھتی ہے۔ ان کے اَنداز سے تو یُوں لگتا ہے جیسے مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ وہاں بھی پکنک مَنانے آئے ہیں۔ وہی ہلہ گلہ، وہی شور و غل اور نہ تھمنے والا ہنسی مَذاق جاری ہوتا ہے۔ ہونا تو یُوں چاہیے کہ جس خُوش نصیب کو یہ موقع مُیَسَّر آئے تو اُسے اپنی سَعادتوں کی مِعْراج جان کر اس کے مَقْصَد کو سمجھتے ہوئے اس کی حد دَرَجہ تعظیم کرے۔ اس سفر کی عظمت واَہَمیَّت بیان کرتے ہوئے اَعْلٰی حضرت، امامِ اہلسنَّت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ارشاد فرماتے ہیں،

ہاں ہاں رہِ مدینہ ہے غافل ذَرا تو جاگ

او پاؤں رکھنے والے یہ جا چشم و سَر کی ہے (حدائق بخشش ص ۲۱۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہیے کہ جب اس مُبارَک سفر پہ جانے کی سَعادَت نصیب ہو تو اس کی تعظیم بجالاتے ہوئے، اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ کوئی ایسی بات نہ سَرزَد ہو کہ جس کے سبب سارا سفر ہی بیکار ہو جائے۔ بعض نادان لوگ ان مُقدَّس مقامات پر بھی مَذاق مَسْخری سے باز نہیں آتے اور دُنیا جہان کی باتوں میں مشغول رہ کر ان کا تَقَدُّس پامال کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ بعض لوگ وہاں پر بھی موبائل فون کا بِلا ضرورت اِستعمال کرتے ہیں، بعض نادان ان مقدس

مقامات پر اپنی تصاویر خود ہی بنا کر اپنا قیمتی وقت بھی ضائع کرتے ہیں اور دُوسروں کے لیے تشویش کا باعث بھی بنتے ہیں۔ نہ جانے ایسے لوگوں کی ان حرکتوں سے کتنوں کے حج و عُمرہ خراب ہوتے ہوں گے اور اُن کے ذَوق و شَوق میں خلل پیدا ہوتا ہوگا۔

اگر ہم اَولیائے کاملین اور بُزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ الْمُبِیْن کے سفر حرمین کے واقعات کا مُطالَعہ کریں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ یہ حضرات اِنْتہائی اَدب و تعظیم کے ساتھ سَفرِ حج پر روانہ ہوتے، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے رو رو کر مُناجات کرتے، اپنے گُناہوں کی معافی مانگتے، عاجزی و اِنکساری اپناتے اور خوفِ خدا اور عشقِ رسول سے سرشار ہو کر کچھ اس طرح سفر مدینہ کے لیے روانہ ہوتے کہ ان کی صُحبت کی بَرَکت سے دوسرے لوگ بھی ان کے رَنگ میں رَنگ جایا کرتے تھے۔ آیئے! ایک نہایت اِیْمان اَفروز حکایت سُنتے ہیں۔ چُنانچہ،

حضرتِ سیِّدُنا مُخوّل رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا بُہَیم عِجلی رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے مجھ سے فرمایا: میرا حج کا اِرادَہ ہے کسی کو میرا رفیقِ سفر بنا دیجئے۔ چُنانچِہ میں نے اپنے ایک پڑوسی کو اُن کے ساتھ سَفرِ مدینہ پر آمادہ کرلیا۔ دوسرے دن میرا پڑوسی میرے پاس آیا اور کہنے لگا: میں حضرتِ سیِّدُنا بُہَیم رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے ساتھ نہیں جاسکتا۔ میں نے حیرت سے کہا: خُدا کی قسم! میں نے کُوفہ بھر میں ان جیسا بااَخلاق آدمی نہیں دیکھا، آخِر کیا وَجہ ہے کہ تم ان کی رَفاقت سے خُود کو مَحروم کررہے ہو؟ وہ بولا: میں نے سُنا ہے کہ وہ اکثر روتے رہتے ہیں، اِس لیے ان کے ساتھ میرا سفر خُوشگوار نہیں رہے گا۔ میں نے اُس کو سمجھایا کہ یہ بہُت اچھّے بُزُرگ ہیں، ان کی صُحبت اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ تمہارے لیے نہایت نفع بَخْش ہوگی، وہ مان گیا۔ جب سفر کے لیے اُونٹوں پر سامان لادا جانے لگا تو حضرتِ سیِّدُنا بُہَیم عِجلی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ الْوَلِی ایک دیوار کے قریب بیٹھ کر رونے میں مشغول ہوگئے، حتّٰی کہ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کی داڑھی مبارک اور سینہ اَشکوں سے تَر ہوگیا اور آنسو زمین پر ٹَپ ٹَپ گرنے لگے۔

میرے پڑوسی نے گھبرا کر مجھ سے کہا: ابھی تو سفر کی شُروعات ہیں اور ان کا یہ حال ہے، خُدا جانے آگے کیا عالَم ہو گا! میں نے اِنْفِرادی کوشش کرتے ہوئے کہا: گھبرائیے نہیں سفر کا مُعامَلہ ہے، ہو سکتا ہے بال بچّوں کی جُدائی میں رو رہے ہوں اور آگے چل کر قَرار آجائے۔

حضرت سیِّدُنا بُہَیْم عِجلی رَحمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ نے یہ بات سُن لی اور فرمایا: وَاللہ! ایسی بات نہیں، اِس سفر کے سبب مجھے "سَفرِ آخِرت" یاد آگیا۔ یہ فرماتے ہی چیخیں مار مار کر رونے لگے۔ پڑوسی نے پھر پریشانی کے عالَم میں مجھ سے کہا: میں ان کے ہمراہ کیسے رہ سکوں گا! ہاں ان کا سفر حضرت سَیِّدُنا داوٗد طائی اور سیِّدُنا سلام اَبُو اْلاَحْوَص رَحِمَہُمَا اللہُ تَعَالٰی کے ساتھ ہونا چاہیے کیونکہ یہ دو حضْرات بھی بَہُت روتے ہیں، اُن کے ساتھ ان کی ترکیب خُوب رہے گی اور مل کر خُوب رویا کریں گے۔ میں نے پھر پڑوسی کی ہمّت بندھائی، آخِرِ کار وہ اُن کے ساتھ سَفرِ مدینہ پر روانہ ہو گیا۔ حضرتِ سیِّدُنا مُخَوَّل رَحمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: جب حج سے ان کی واپَسی ہوئی تو میں اپنے پڑوسی حاجی کے پاس گیا، اُس نے بتایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خَیر دے، میں نے ان جیسا آدمی کہیں نہیں دیکھا، حالانکہ میں مالدار تھا پھر بھی غریب ہونے کے باوُجُود وہ مجھ پر خُوب خَرْچ کرتے تھے، بوڑھے ہونے کے باوُجُود روزے رکھتے، مُجھ بے روزہ جَوان کے لیے کھانا بناتے اور میری بے حَد خِدمت کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا: آپ تو ان کے رونے کے سبب پریشان ہوتے تھے اب کیا ذِہْن ہے؟ کہا: پہلے پَہَل میں بلکہ دیگر قافِلے والے بھی ان کے رونے کی کَثْرت سے گھبرا جاتے تھے مگر آہِستہ آہِستہ ان کی صُحبت کی بَرَکت سے ہم پر بھی رِقّت طاری ہونے لگی اور ان کے ساتھ ہم سب بھی مل کر روتے تھے۔

حضرتِ سَیِّدُنا مُخَوَّل رَحمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں: اِس کے بعد میں حضرت سیِّدُنا بُہَیْم عِجلی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی کی خدمت میں حاضِر ہوا اوراپنے پڑوسی حاجی کے بارے میں دریافْت کیا تو فرمایا: بَہُت اچھا رفیق (ساتھی) تھا، ذِکْرُ اللہ اور قرآنِ کریم کی تلاوت کی کثرت کرتا تھا اور اس کے آنسو بہت جلد بہہ

جایا کرتے تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ تم کو جزائے خَیر عطا فرمائے۔

(البحر العمیق ج ا ص ۳۰۰ مُلخَّصًا، از عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص ۱۱۸)

یادِ نبیِّ پاک میں روئے جو عُمر بھر
مَولا مجھے تلاش اُسی چشمِ تَر کی ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے؟ کہ ہمارے اَسلاف جب سَفرِ حج پر روانہ ہوتے تو ہر وَقْت ذِکْرُ اللہ اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہتے، خوفِ خُدا میں آنسو بہاتے، اپنے رُفقاء کی خُوب خَیْر خواہی فرماتے۔ ان کے حُسنِ اَخلاق اور عادت و کردار سے مُتاثِّر ہو کر ان کے ساتھ سفر کرنے والے بھی اِنہی کے رَنگ میں رَنگ جاتے۔ اس حکایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے اَسلاف جب کسی سفر پر جاتے، یہاں تک کہ سَفرِ حج جیسے مُبارَک اور مُقدَّس سفر پر بھی جاتے، تب بھی اُنہیں سَفرِ آخرت یاد آجاتا اور فکرِ آخرت میں اس قَدَر آنسو بَہاتے کہ داڑھی مُبارَک آنسوؤں سے تَر ہو جاتی۔ جب کہ ایک طرف ہم ہیں کہ سَفرِ آخرت کے بارے میں سوچنا تو دَرکنار، گویا ہم نے دُنیا میں ہمیشہ رہنے اور اس کی رنگینیوں میں بَدمَسْت رہنے کو ہی مَقْصدِ حیات سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ عقلمند وہی ہے جو دُنیا کے ہر ہر عمل پر فکرِ آخرت کرتا رہے، رات کو جب سونے لگے تو قبر میں سونے کو یاد کرے کہ وہاں نرم وملائم بستر نہیں ہو گا بلکہ سخت زمین میرا بچھونا ہو گی، جب ٹھنڈا اور میٹھا پانی اپنے حلق سے اُتارے تو محشر کی پیاس کو یاد کرے کہ اس دن حلق خُشک اور زَبانیں سُوکھ کر کانٹا ہو جائیں گی۔ جس وَقْت گرمی کی شِدَّت سے جینا دُشوار ہو اس وَقْت روزِ محشر کی گرمی کو یاد کرے کہ قیامت کا پچاس ہزار (50,000) سالہ دن ہو گا، سُورج سَوا میل پر رہ کر آگ برسارہا ہو گا، اس کی تپش سے بچنے کے لئے کوئی سایہ مُیَسَّر نہ ہو گا، دَہکتی ہوئی زمین پر ننگے پاؤں کھڑا کر دیا جائے گا، گرمی اور پیاس سے بُرا حال ہو گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اپنے دُنیوی

مُعاملات شریعت کے مُطابق گُزارنے کے ساتھ ساتھ اپنی آخرت کی خُوب خُوب تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مجھ پہ چشمِ شفا کیجئے	دُور بارِ گناہ کیجئے
مال کے جال میں پھنس گیا	مجھ کو آقا رِہا کیجئے
یانبی آپ ہی کچھ علاج	نفس و شیطان کا کیجئے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سفر چاہے دُنیوی ہو یا اُخْرَوِی اس کی تیاری کے کچھ آداب ہوتے ہیں۔ اگر تیاری میں کچھ کمی رہ جائے یا دورانِ سفر ان آداب کا خیال نہ رکھا جائے تو سفر میں دِقّت ومَشَقَّت کا سامنا ہو سکتا ہے۔ اگر اُخْرَوِی سفر کیلئے نیک اَعمال کی صُورت میں زادِ سفر ساتھ ہو گا تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بآسانی منزل تک پہنچ جائیں گے اور کوئی پریشانی بھی نہیں ہو گی۔ اور دُنیوی سفر کے بھی کچھ آداب ہیں آیئے! ان میں سے چند آداب سنتے ہیں۔

1. سفر شروع کرنے سے پہلے اچھی اچھی نیّتیں کر لینی چاہئیں۔ جیسے گھر آنے جانے اور راستے میں ملنے والوں سے سَلام و مُصافَحہ کی نِیَّت، سَلام کا جواب دینے کی نِیَّت، بد نگاہی سے حِفاظَت کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے گُناہوں سے خُود کو بچانے کی نِیَّت، نماز کی حِفاظت کی نِیَّت وغیرہ وغیرہ۔ ان پر مزید نیّتیں بھی بڑھائی جا سکتی ہیں۔ (سَفرِ حج و عُمرہ اور زِیارتِ مدینۂ مُنَوَّرہ زَادَھَا اللہُ شَرَفًا وَّتَعْظِیْمًا کی مزید اچھی اچھی نیّتوں اور شَرعی مَسائل کی معلومات کیلئے شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی 351 صفحات پر مُشْتَمِل مایہ ناز تصنیف "رَفِیْقُ الْحَرَمَیْن" کا مُطالَعہ بے حد مُفید رہے گا۔)
2. سفر کی مَسنُون دعائیں پڑھ لینی چاہئیں۔ ممکن ہو تو دیگر عاشقانِ رسول کو بھی پڑھا دیں۔
3. دوسروں کو گواہ بناتے ہوئے تمام گُناہوں سے سچی توبہ اور احتیاطاً تجدیدِ ایمان بھی کرنا چاہیے۔

4. حُجَّۃُ الْاِسلام، حضرتِ سَیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: (سفر کرنے والے کو چاہیے کہ) دورانِ سفر ذِکْر اور تلاوتِ قرآن کرتا رہے لیکن اتنی آواز میں کہ دوسرا نہ سُنے، اگر کوئی شخص اس سے گفتگو کرے تو ذِکْر و تلاوت چھوڑ دے اور جب تک وہ بات کرے اس کی بات غور سے سُنے، جب خاموش ہو جائے تو پھر اپنی حالت پر لوٹ آئے (یعنی ذِکْر وغیرہ شُروع کردے)۔ (احیاء العلوم: ۲/۹۳۴)

5. مُسافر کیلئے پانچ (5) چیزوں کا اپنے پاس رکھنا سُنَّت ہے۔ چُنانچہ اُمُّ الْمُومنین حضرتِ سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا بیان کرتی ہیں کہ میرے سرتاج، صاحبِ معراج صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب سفر پر روانہ ہوتے تو پانچ (5) چیزیں اپنے ساتھ ضرور رکھتے۔ (1) آئینہ (2) سُرمہ دانی (3) قینچی (4) مِسواک اور (5) کنگھا (المعجم الاوسط، ۲/۲۰، الحدیث: ۲۳۵۲، ملخصاً)

6. اپنے رشتہ دار، دوست، اَحباب اور مُتَعَلِّقِین سب کے دِین، جان، مال، اَولاد، تَندُرُستی اور عافیت خُدا کو سونپ کر سفر پر روانہ ہونا چاہیے۔

سفر اور آدابِ سفر کے بارے میں مزید معلومات جاننے کے لیے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ دو کُتُب اِحیاءُ الْعُلُوم جلد دوم صفحہ 885 تا 970 اور بہارِ شریعت جلد اَوّل صفحہ 1051 تا 1067 کا مُطالَعہ کر لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ مُفید معلومات کا ذَخیرہ ہاتھ آئے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ایک شَخْص نے حضرتِ سیِّدُنا حاتِمِ اَصَمّ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم سے عرض کی: ”مجھے حج کا سفر درپیش ہے، کوئی ایسا ہم سفر بتائیے جس کی صُحبتِ بابرکت کا فَیض لُوٹتے ہوئے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضِر ہو سکوں۔“ فرمایا: ”اے بھائی! اگر تم ہم نَشِین چاہتے ہو تو تلاوتِ قرآنِ مُبین کی ہم نشینی (یعنی صُحبت) اختیار کرو اور اگر ساتھی چاہتے ہو تو فِرِشتوں کو اپنا ساتھی بنالو اور اگر دوست دَرکار ہو تو اللہ

عَزَّوَجَلَّ اپنے دوستوں کے دلوں کا مالِک ہے اور اگر توشہ (یعنی زادِ سفر) چاہتے ہو تو اللہ عَزَّوَجَلَّ پر یقین سب سے بہترین توشہ ہے اور کَعبۃُ اللہ کو اپنے سامنے تصوُّر کرتے ہوئے خُوشی سے اِس کا طواف کرو۔"

(بحر الدموع ص ۱۲۵ از عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص ۱۰۱)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حضرتِ سَیِّدُنا حاتم اَصَمّ عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم نے کتنی پیاری نصیحت فرمائی۔ کاش! کہ ہم بھی اس نصیحت پر عمل کرنے والے بن جائیں اور سَفرِ حج کی عظمت اور اس کے مَقاصد کو سمجھنے والے بن جائیں۔ عُموماً دیکھا گیا ہے کہ بعض لوگ ہر سال حج و عُمرہ کے مُبارَک سفر پر روانہ ہوتے، کعبۃُ اللہ شریف کی زِیارت اور اس کے طواف کا شَرَف پاتے اور دیگر مَناسکِ حج کی اَدائیگی کے بعد روضۂ رَسول کی حاضری کی سَعادت حاصل کرتے ہیں لیکن جب لوٹتے ہیں تو حسبِ سابق گُناہوں بھری زِندگی میں مشغول ہوجاتے ہیں اور وہ بُرائیاں جُوں کی تُوں ان میں باقی رہتی ہیں۔ ایسے اَفراد کو غور کرنا چاہیے کہ آخر کیا وجہ ہے؟ ان مُقدّس مقامات کی باربار حاضری کے باوُجُود بھی ہم اپنی اِصلاح نہیں کرسکے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ سارے حَج و عُمرے صِرف نَفْس کی خواہش اور لوگوں کو دِکھانے اور خُود کو "حاجی صاحب" کہلوانے کیلئے کئے ہوں؟ کیونکہ لوگوں کی نظر میں کثیر حج و عُمرہ کرنے اور عابد وزاہد کے نام سے مُتعارَف ہونے کی خواہش عبادات میں بڑی سے بڑی مَشَقَّت بھی آسان کردیتی ہے۔ جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا ابُو محمد مُرتَعِش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: "میں نے بہُت سے حج کئے اور ان میں سے اَکْثر سَفرِ حج کسی قسم کا زادِ راہ لئے بِغیر کئے۔ پھر مجھ پر آشکار (یعنی ظاہر) ہوا کہ یہ سب تو میرے نَفْس کا دھوکا تھا کیونکہ ایک مرتبہ میری ماں نے مجھے پانی کا گھڑا بھر کرلانے کا حکم دیا تو میرے نَفْس پر ان کا حکم گِراں (یعنی ناگوار) گُزرا، چُنانچِہ میں نے سمجھ لیا کہ سَفرِ حج میں میرے نَفْس نے میری مُوافقت فقط اپنی لذّت کے لئے کی اور مجھے دھوکے میں رکھا کیونکہ اگر میرا نَفْس فناء ہوچکا ہوتا تو آج ایک حقِّ شَرعی پُورا کرنا (یعنی ماں کی اِطاعت کرنا) اُسے (یعنی نفس کو) بے حد دُشوار کیوں محسوس ہوتا!

(الرسالۃ القشیریۃ، ص ۱۳۵)

حُبِّ جاہ کی لذّت عبادت کی مَشَقَّت آسان کر دیتی ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت کا ہر گز یہ مَطلب نہیں کہ حضرتِ سَیِّدُنا ابُو محمد مُرتَعِش رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنی والدۂ مُحتَرمہ کا حکم نہیں مانا بلکہ ان کا حکم صِرف نَفْس پر گراں گُزرا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنا یہ ذِہن بنالیا کہ اتنے سال تک حج جیسی مُشکل عبادت، میں نے صرف نفس کے دھوکے کا شکار ہو کر اَدا کی ہے۔ اس حکایت سے مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ ہمارے بُزُرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِيْن کیسی مَدَنی سوچ رکھتے اور کس قَدَر عاجِزی کے خُوگر ہوا کرتے تھے۔ بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ عام لوگوں سے تو جُھک جُھک کر ملتے اور اُن کیلئے بچھ بچھ جاتے ہیں مگر والِدَین، بھائی بہنوں اور بال بچّوں کے ساتھ اُن کا رویّہ جارحانہ، غیر اَخلاقی اور بَسااَوقات سخت دل آزار ہوتا ہے، ایسا کیوں؟ اس لئے کہ عوام میں عُمدہ اَخلاق کا مُظاہرہ مقبولیّتِ عامّہ کا باعث بنتا ہے جبکہ گھر میں حُسنِ سُلوک کرنے سے عزّت و شُہرت ملنے کی خاص اُمّید نہیں ہوتی! اس لئے یہ لوگ عوام میں خُوب میٹھے میٹھے بنے رہتے ہیں! اِسی طرح جو اسلامی بھائی بعض مُستَحَب کاموں کے لئے بڑھ چڑھ کر قُربانیاں پیش کرتے مگر فرائض و واجبات کی اَدائیگی میں کوتاہیاں برتتے ہیں مثلاً ماں باپ کی اِطاعت، بال بچّوں کی شریعت کے مطابِق تربیّت نہیں کرتے اور خود فرض عُلُوم کے حُصُول میں غَفلت سے کام لیتے ہیں، اُن کیلئے بھی اِس حکایت میں عبرت کے نِہایت اَہم مَدَنی پُھول ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن نیک کاموں میں "شُہرت ملتی اور واہ واہ! ہوتی ہے" وہ دُشوار ہونے کے باوُجُود بآسانی سَر اَنجام پا جاتے ہیں کیوں کہ حُبِّ جاہ (یعنی شُہرت و عزّت کی چاہت) کے سبب ملنے والی لذّت بڑی سے بڑی مَشَقَّت آسان کر دیتی ہے۔ یاد رکھئے! "حُبِّ جاہ" میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ عبرت کیلئے دو فرامینِ مصطَفٰے صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم سُن لیجئے: (۱) اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طاعت (یعنی عبادت) کو بندوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف

کی محبّت سے ملانے سے بچتے رہو، کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں (فردوس الاخبار ج۱ص۲۲۳ حدیث ۱۵۶۷)

(2) دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے رَیوڑ میں اِتنی تباہی نہیں مَچاتے جتنی تباہی حُبِّ مال و جاہ (یعنی مال و دولت اور عزّت و شہرت کی محبّت) مُسلمان کے دِین میں مچاتی ہے۔ (ترمذی ج۴ص۱۶۶ حدیث ۲۳۸۳)(عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص۱۰۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اپنے مُنہ میاں مٹھّو بننا!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں بھی چاہیے کہ لوگوں کو دِکھانے، اپنی واہ واہ کروانے اور مُعاشرے میں عزّت و وقار پانے کیلئے نیک اَعمال کرنے سے گُریز کریں اور صرف رِضائے اِلٰہی کی خاطر ثواب پانے اور اپنی آخرت بہتر بنانے کیلئے نیکیاں کریں۔ ہمارے اَسلافِ کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلام جب حج و عُمرہ کیلئے حاضر ہوتے تو واپسی پر بھی اِخلاص واِستِقامت کے ساتھ خُوب خُوب اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرتے۔

رُخصت کی اجازت کے منتظر جوان کو بِشارت

حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی نے کعبۂ مُشرَّفہ کے پاس ایک جوان کو دیکھا جو مُسلسل نماز پڑھے جارہا تھا اور رُکنے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ موقع ملنے پر آپ رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اُس سے فرمایا: کیا بات ہے کہ واپَس جانے کے بَجائے مُسلسل نمازیں پڑھے جارہے ہو! کہنے لگا: اپنی مَرضی سے کیسے جاؤں! رُخصت کی اِجازت کا اِنتظار ہے! حضرتِ سیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ابھی ہم باتیں ہی کر رہے تھے کہ اُس جوان کے اوپر ایک رُقعہ گرا، اُس میں لکھا تھا: "یہ خط خُدائے عزیز وغفّار کی جانب سے اِس کے شکر گُزار و مُخلِص بندے کے لئے ہے، واپَس جا تیرے اگلے پچھلے گناہ مُعاف

ہیں۔"(عاشقانِ رسول کی 130حکایات ص:95روض الریاحین ص۱۰۸ ملخصاً)

آیئے !اب عاشقانِ رسول حاجیوں کی جَذب و مَستی بھری دو عجیب و غریب حکایتیں سُنتے ہیں:

چنانچہ حضرتِ سَیِّدُنا فُضَیل بن عِیاض رَحمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: میدانِ عَرَفات میں حُجّاج مَشغولِ دُعا تھے، میری نظر ایک نوجوان پر پڑی جو سَر جھکائے شَرم سار کھڑا تھا، میں نے کہا: اے نوجوان!تُو بھی دُعا کر۔ وہ بولا: مجھے تو اِس بات کا ڈَر لگ رہا ہے کہ جو وَقْت مجھے مِلا تھا شاید وہ جاتا رہا، اب کس مُنہ سے دُعا کروں! میں نے کہا: تُو بھی دُعا کر تا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ تجھے بھی اِن دُعا مانگنے والوں کی بَرَکت سے کامیاب فرمائے۔ حضرت سَیِّدُنا فُضَیل رَحمَۃُ اللہِ تَعالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: اُس نے دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھانے کی کوشِش کی کہ ایک دَم اُس پر رِقّت طاری ہوگئی اور ایک چیخ اُس کے مُنہ سے نکلی، تڑپ کر گِرا اور اُس کی رُوح قَفَسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔(کَشفُ المَحجُوب ص۳۶۳)

حضرتِ سَیِّدُنا ذُوالنُّون مِصری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے مِنٰی شریف میں ایک نوجوان کو آرام سے بیٹھا دیکھا جب کہ لوگ قُربانیوں میں مَشغول تھے۔ اِتنے میں وہ پُکارا: اے میرے پیارے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیرے سارے بندے قُربانیوں میں مَشغول ہیں، میں بھی تیری بارگاہ میں اَپنی جان قُربان کرنا چاہتا ہوں، میرے مالِک عَزَّوَجَلَّ! مجھے قَبول فرما۔ یہ کہہ کر اپنی اُنگلی گلے پر پھیری اور تڑپ کر گِر پڑا، میں نے قریب جا کر دیکھا تو وہ جان دے چکا تھا۔(کَشفُ المَحجُوب ص۳۶۴) 7 اضافی

یہ اِک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں

ترے نام پر سب کو وارا کروں میں

(سامانِ بخشش، ص:۱۳۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے ؟حج ہو تو ایسا! اللہ عَزَّوَجَلَّ ان دونوں بابرکت حاجیوں کے طُفیل ہمیں بھی رِقّتِ قلبی نصیب فرمائے۔ یاد رکھئے! ہر عبادت کی قَبولیّت کے لئے اِخلاص شَرط ہے۔ آہ! اب علمِ دین اور اَچّھی صُحبت سے دُوری کی بِنا پر اَکثر عبادات رِیاکاری کی نذر ہو جاتی ہیں۔ جس طرح عُموماً ہر کام میں نُمُود و نُمائش کا عمل دَخل ضَروری سمجھا جانے لگا ہے، اِسی طرح حج جیسی عظیم سَعادت بھی دِکھاوے کی بَھینٹ چڑھتی جا رہی ہے، مَثَلاً بے شُمار اَفراد حج اَدا کرنے کے بعد اپنے آپ کو اپنے مُنہ سے بِلا کسی مَصلحت و ضَرورت کے "حاجی" کہتے اور اپنے قلم سے لکھتے ہیں ۔ آپ شاید چونک پڑے ہوں گے کہ اِس میں آخر کیا حَرَج ہے؟ ہاں! واقعی اِس صُورت میں کوئی حَرَج بھی نہیں کہ لوگ آپ کو اپنی مرضی سے حاجی صاحِب کہہ کر پُکاریں مگر ذرا سوچئے! اپنی زَبان سے اپنے آپ کو حاجی کہنا اپنی عبادت کا خُود اِعلان کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اِس کو اِس چُٹکُلے سے سمجھنے کی کوشش کیجئے: ٹرین چھک چھک کرتی اپنی مَنزِل کی طرف رَواں دَواں تھی، دو شخص قریب قریب بیٹھے تھے، ایک نے سلسلۂ گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے پوچھا: جناب کا اِسم شریف (یعنی آپ کا نام کیا ہے)؟ جواب ملا: ''حاجی شفیق'' اور آپ کا مبارَک نام؟ اب دوسرے نے سُوال کیا، پہلے نے جواب دیا: ''نَمازی رفیق'' حاجی صاحِب کو بڑی حیرت ہوئی، پُوچھ ڈالا: اَجی نَمازی رفیق! یہ تو بڑا عجیب سا نام لگتا ہے۔ نمازی صاحِب نے پُوچھا: بتایئے آپ نے کتنی بار حج کا شَرَف حاصل کیا ہے؟ حاجی صاحِب نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ پچھلے سال ہی تو حج پر گیا تھا۔ نمازی صاحِب کہنے لگے: آپ نے زندگی میں صِرف ایک بار حجِّ بَیْتُ الله کی سعادت حاصل کی تو، بَبانگِ دُہُل (کھلے عام) اپنے نام کے ساتھ ''حاجی'' کہنے کہلوانے لگے ، جبکہ بندہ توبرسا برس (یعنی ایک مُدّت) سے روزانہ پانچ (5) وَقت نَماز اَدا کرتا ہے، تو پھر اپنے نام کے ساتھ اگر لفظ ''نَمازی'' کہدے تو اِس میں آخِر تَعَجُّب کی کون سی بات ہے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل عجیب تَماشا ہے! نُمُود و نُمائش کی اِنتہا ہو گئی، حاجی

صاحِب حج کو جاتے اور جب لوٹ کر آتے ہیں تو بِغیر کسی اچّھی نیّت کے پوری عمارت بَرقی قُمقُموں سے سجاتے اور گھر پر "حج مُبارَک" کا بورڈ لگاتے ہیں، بلکہ توبہ! توبہ! کئی حاجی تو اِحرام کے ساتھ خُوب تصاویر بناتے ہیں۔ آخِر یہ کیا ہے؟ کیا بھاگے ہوئے مجرم کا اپنے رَحمت والے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں اِس طرح دُھوم دھام سے جانا مناسب ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ روتے ہوئے اور آہیں بھرتے ہوئے، لرزتے، کانپتے ہوئے جانا چاہیے۔ (رفیق الحرمین، ص۴۹)

آنسوؤں کی لڑی بن رہی ہو اور آہوں سے پھٹتا ہو سینہ
وِردِ لَب ہو "مدینہ مدینہ" جب چلے سُوئے طیبہ سفینہ
جب مدینے میں ہو اپنی آمد جب میں دیکھوں تِرا سبز گنبد
ہچکیاں باندھ کر رووں بے حد کاش! آجائے ایسا قرینہ

(وسائلِ بخشش، ص:۱۸۸)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! وہ لوگ جو بِغیر اچّھی نیّت محض لَذتِ نَفْس وحُبِّ جاہ کے سبب اپنے مکان پر حج مُبارَک کا بورڈ لگاتے اور اپنے حج کا خُوب چرچا کرتے ہیں، ان کے لیے ایک کمال دَرَجے کی عاجِزی پر مُشتمل حِکایت پیشِ خدمت ہے، چُنانچِہ حضرتِ سَیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی حج کے لئے بصرہ سے پیدل نکلے۔ کسی نے عرض کی: آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سُوار کیوں نہیں ہوتے؟ فرمایا: کیا بھاگے ہوئے غُلام کو اپنے مولا عَزَّوَجَلَّ کے دَربار میں صُلْح کے لئے سُواری پر جانا چاہیے؟ میں اِس مُقدّس سرزمین میں جاتے ہوئے بہُت زیادہ شَرم محسوس کرتا ہوں۔ (تَنبِیہُ المُغتَرِّین ص۲۶۷، از رفیق الحرمین، ص۵۴)

اے زائرِ مدینہ تُو خوشی سے ہنس رہا ہے
دلِ غمزدہ جو لاتا تو کچھ اور بات ہوتی

(وسائلِ بخشش، ص۳۸۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! غالباً نَماز روزہ وغیرہ کے مقابلے میں حج میں بَہُت زیادہ بلکہ قدم قدم پر ''رِیاکاری'' کے خطرات پیش آتے ہیں، حج ایک ایسی عبادت ہے جو ایک تو عَلَی الاِعْلان کی جاتی ہے اور دوسرے ہر ایک کو نصیب نہیں ہوتی ، اس لئے لوگ حاجی سے عاجِزی سے ملتے ، خوب احتِرام بجالاتے، ہاتھ چومتے، گجرے پہناتے اور دُعاؤں کی درخواستیں کرتے ہیں۔ ایسے موقع پر حاجی سخت امتحان میں پڑ جاتا ہے کیوں کہ لوگوں کے عقیدت مندانہ سُلوک میں کچھ ایسی ''لذّت'' ہوتی ہے کہ اِس کی وجہ سے عبادت کی بڑی سے بڑی مَشَقَّت بھی پُھول معلوم ہوتی اور بسااَوقات بندہ حُبِّ جاہ اور رِیاکاری کی تباہ کاری کی گہرائی میں گِر چکا ہوتا ہے مگر اُسے کانوں کان اِس کی خبر تک نہیں ہوتی! (رفیق الحرمین، ص ۵۶) اسی طرح بعض مالدار بار بار حج و عُمرہ کو جاتے ، اس کی گنتی خُوب یاد رکھتے، بارہا بِغیر ضَرورت بے پوچھے لوگوں کو اپنے حج و عمرہ کی تعداد بتاتے اور سفر مدینہ کے ''کارنامے'' سُناتے ہیں، ان کو احساس تک نہیں ہوتا کہ کہیں رِیاکاری کی تباہ کاری میں نہ جا پڑیں۔ (عاشقانِ رسول کی 130 حکایات، ص ۱۰۸) مشہور مُحدِّث حضرتِ سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی کہیں مَدعُو تھے، میزبان نے اپنے خادِم سے کہا: اُن برتنوں میں کھانا کِھلاؤ جو میں دوسری بار کے حج میں لایا ہوں، سیِّدُنا سُفیان ثَوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے سُن کر فرمایا: مسکین! تُو نے ایک جُملے میں دو حج ضائع کر دیئے! (احسن الوعاء لآداب الدعاء، ص ۱۵۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم کسی کے گھر پر ''حج مُبارَک'' کا بورڈ لگا دیکھیں یا کوئی اپنے نام کے ساتھ حاجی لکھتا ہو تو ہمیں ہرگز یہ بدگُمانی نہیں کرنی چاہیے کہ یہ شخص رِیاکاری کر رہا ہے۔ یاد رکھئے! اپنے حج و عُمرے کی تعداد بیان کرنا ہر صُورت میں گُناہ نہیں، حدیثِ پاک میں ہے: **اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّات** یعنی اَعمال کا دارومَدار نیّتوں پر ہے۔ (بخاری ج ۱ ص ۲ حدیث ۱) اگر کوئی تَحدِیثِ نعمت (یعنی اپنے اُوپر نعمتِ الٰہی کی خبر دینے) کیلئے اپنے حج کی تعداد بیان کرے تو حَرَج نہیں، مگر عِلْمِ دین اور صُحبتِ اَخیار (نیک لوگوں کی صحبت) کی کمی کے باعث فی زمانہ اِصلاحِ نیّت بے حد دُشوار اور رِیاکاری کا خطرہ شدید ہے۔

اور خدا کی قسم! رِیاکاری کا عذاب کسی سے بھی برداشت نہیں ہوسکے گا۔

دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ 616 صَفْحات پر مُشتمل کتاب ''نیکی کی دعوت (حصّہ اوّل)'' صَفْحَہ 79 پر فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہے: ''بے شک جہنَّم میں ایک وادی ہے جس سے جہنَّم روزانہ چار سو (400) مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے یہ وادی اُمّتِ محمدیہ عَلٰی صَاحِبِہَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کے اُن رِیاکاروں کے لئے تیّار کی ہے جو قرآنِ کریم کے حافِظ، غیرُ اللہ کے لئے صَدَقہ کرنے والے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے گھر کے حاجی اور راہِ خدا میں نکلنے والے ہوں گے۔'' (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر ج ۱۲ ص ۱۳۶ حدیث ۱۲۸۰۳، از رفیق الحرمین، ص ۵۶)

میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اِخلاص ایسا عطا یاالٰہی!
(وسائلِ بخشش، ص: ۱۰۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حرمینِ طَیِّبَیْن کی حاضری مُقدَّر کی بات ہے۔ کتنے ہی مالدار ایسے ہیں جو حسرتِ خاک بوسیِ طیبہ میں آہیں بھرتے ہیں، جانے کی خواہش بھی رکھتے ہیں مگر جا نہیں پاتے اور کتنے ہی غریب و نادار اَفراد ایسے ہوتے ہیں جن کے پاس جانے کے بظاہر اسباب نہیں ہوتے مگر دیکھتے ہی دیکھتے وہ خُوش نصیب لوگ مَکّۂ مُکرَّمہ، مَدِیْنَۂ مُنَوَّرَہ زَادَھُمَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا کی زیارت سے مُشرَّف ہو جاتے ہیں۔

علامہ ابنِ جوزی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی حج وزِیارتِ مدینہ میں تڑپنے والے ایک شخص کا واقعہ نقل فرماتے ہیں: میں مسلسل تین (3) سال سے حج کی دعا کر رہا تھا لیکن میری یہ حسرت دل ہی میں رہی۔"

کر رہے ہیں جانے والے، حج کی اب تیّاریاں	رہ نہ جاؤں میں کہیں، کر دو کرم پھر یا نبی
مجھ پہ کیا گُزرے گی آقا! اس برس گر رہ گیا	میرا حالِ دل تو ہے، سب تم پہ ظاہر یا نبی (وسائلِ بخشش، ص:۳۷۶،۳۷۷)

چوتھے سال حج کا موسِم قریب تھا۔ میرے دل میں زیارتِ حرمینِ شَرِیْفَین کی خواہش مچل رہی تھی۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہوا میری دُعا کی قَبولیّت کچھ اس اَنداز میں ہوئی کہ ایک رات جب میں سویا تو میری دل کی آنکھیں کُھل گئیں، سوئی ہوئی قسمت اَنگڑائی لے کر جاگ اُٹھی، مجھے رحمتِ عالَم، نُورِ مجسّم ، رسولِ محتشم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زِیارت نصیب ہوئی۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "تُم اس سال حج کے لئے چلے جانا۔" میری آنکھ کُھلی تو دِل خُوشی سے جُھوم رہا تھا۔ بارگاہِ نَبوّت سے حج کی اِجازت مل چکی تھی۔ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی میٹھی میٹھی آواز اب تک کانوں میں رَس گھول رہی تھی، میں بہت شاداں و فرحاں تھا۔ اچانک مجھے یاد آیا کہ میرے پاس زادِ راہ تو ہے نہیں، میں تو بالکل بے سروسامان ہوں۔ بس اس خیال کے آتے ہی میں غمگین ہو گیا۔ دوسری رات پھر خواب میں حُضُور نبیِّ پاک صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا دِیدار ہوا لیکن میں اپنی بے سَروسامانی کا ذِکْر نہ کرسکا۔ اسی طرح تیسری رات بھی بارگاہِ نَبوّت سے حکم ہوا کہ "تم اس سال حج کو چلے جانا۔" میں نے سوچا اگر دوبارہ خواب میں میرے آقا و مولیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لائے تو میں اپنی بے سَروسامانی کے مُتَعَلِّق عرض کروں گا۔

پاس مال و زَر نہیں، اُڑنے کو بھی پَر نہیں
کر دو کوئی اِنتظام، تم پر کروڑوں سَلام

چوتھی رات پھر مدینے کے تاجْوَر، سلطانِ بحر وبر، محبوبِ رَبِّ اَکْبر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے میرے گھر میں جَلْوہ گری فرمائی، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ مجھ سے یہی اِرْشاد فرما رہے تھے: "تم اس سال حج کو چلے جانا۔" میں نے دَسْت بَسْتہ عرض کی: "میرے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ! میرے پاس توزادِ راہ بھی نہیں۔" اِرْشاد فرمایا: "کیوں نہیں! تم اپنے مکان کی فُلاں جگہ کھودو وہاں تمہارے دادا کی زِرہ مَوْجُود ہو گی۔" اتنا فرما کر نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لے گئے۔ صُبح جب میری آنکھ کھلی تو میں بہت خُوش تھا۔ نمازِ فجر اَدا کرنے کے بعد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بتائی ہوئی جگہ کھودی تو وہاں واقعی ایک قیمتی زِرہ مَوْجُود تھی۔ وہ ایسی نئی تھی گویا اسے کسی نے اِسْتعمال ہی نہ کیا ہو۔ میں نے اسے چار ہزار (4000) دینار میں بیچا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر اَدا کیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ! حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی نظرِ عنایت سے اَسبابِ حج کا خُود ہی اِنتظام ہو گیا۔ میں زادِ راہ خرید کر حجاج کے قافلے میں شامل ہو گیا۔ اب ہمارا قافلہ سُوئے حرم رَواں دَواں تھا۔ حرم شریف پہنچ کر مَناسکِ حج اَدا کئے۔ اب واپسی کا اِرادہ تھا میں وہاں کے مَناظر پر اَلوَداعی نظر ڈال رہا تھا۔ جُدائی کا وَقْت قریب آتا جارہا تھا۔ میں نوافل اَدا کرنے "اَبْطَح" کی جانب گیا۔ وہاں کچھ دیر آرام کے لئے بیٹھا تو اُونگھ آگئی، سَر کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں اور دل کی آنکھیں کُھل رہی تھیں۔ نُور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر، دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنا نُورانی چہرہ چمکاتے مُسکراتے ہوئے تشریف لائے اور اِرْشاد فرمایا: "اے خُوش بخت! اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تیری سَعْی کو قبول فرمالیا ہے۔ (عیون الحکایات، ص:۳۲۶)

جسے چاہا دَر پہ بُلا لیا، جسے چاہا اپنا بُلا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حرمینِ طَیِّبَیْن کی زیارت کیلئے جانا نصیب کی بات ہے۔ اس لیے جب بھی یہ پُر مُسرّت موقع مُیَسَّر آئے تو نِہایت عقیدت واَدَب کے ساتھ سَر اپا عِجْز و نیاز کے پیکر بن کر یہ مُقدّس سفر کیجئے! راہ میں پیش آنے والی مُشکلات پر صَبْر، صَبْر اور صَبْر اور پھر بھی صَبْر ہی سے کام لیجئے! خُوب خُوب گُناہوں سے بچئے! مکمل عاجزی و اِنکساری کے پیکر بن کر اس سفر کی بر کتیں سمیٹئے! حضرتِ سیّدُنا اِمام محمد باقر رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ جب حج کے لئے مَکّہ مکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا تشریف لے گئے اور مسجِدُ الحرام میں داخِل ہوئے تو بیتُ اللہ شریف کو دیکھا تو رونے لگے حتّٰی کہ رونے میں آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی آواز بُلند ہو گئی، کسی نے عَرض کی: یا سیّدی! سب لوگوں کی نظریں آپ کی طرف لگ گئی ہیں، اِس قدَر زور سے گِریہ وزاری نہ فرمایئے۔ فرمایا: ''کیوں نہ روؤں! شاید اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے رونے کے سبب مجھ پر رَحْمت کی نظر فرما دے اور میں بروزِ قِیامت اُس کی بارگاہ میں کامیاب ہو جاؤں۔'' پھر آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے طَواف کیا اور ''مَقامِ ابراہیم'' پر نَماز پڑھی جب سَجدے سے سَر اُٹھایا تو سجدے کی جگہ آنسوؤں سے تَر تھی۔ (رَوضُ الرَّیاحین ص ۱۱۳)

وہی سر برسرِ محشر بلندی پائے گا جو سر
یہاں دنیا میں ان کے آستانے پر جھکا ہو گا

(وسائلِ بخشش، ص:۱۸۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بیان کا خُلاصہ:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج ہم نے سُنا کہ عاشقانِ رسول کا سَفرِ حج کرنے کا اَنداز کیسا ہوتا تھا۔ وہ جب سَفرِ حج کے لیے روانہ ہوتے تو نہایت رِقّتِ قلبی کے ساتھ، اپنے گُناہوں کو یاد کرتے، لَرزاں و تَرساں اس بارگاہِ والا تبار میں حاضر ہوتے۔ لباس پھٹا ہوا، سَر مٹّی سے اَٹا ہوا، فقیروں مسکینوں

کی سی صُورت بنا کر وہ اس دربارِ گوہر بار میں حاضر ہوتے اور حدیثِ پاک میں بھی یہی ترغیب دِلائی گئی ہے کہ حاجی کو پَراگندہ سَر، میلا کُچیلا ہو کر حاضر ہونا چاہیے، جبکہ افسوس! کہ ہم نے اپنے اَسْلاف کے طریقے کو چھوڑ کر نِہایت عُمدہ و نفیس سُوٹ پہن کر اس مُقدّس سفر کو بھی دُنیا کے باقی سفروں کی طرح پکنک کا ذَریعہ سمجھ رکھا ہے، ہمارے بُزرگانِ دین تو اس اَدا سے عازمِ سفر ہوتے کہ جو ان کے ساتھ چلتا وہ بھی ان کے رنگ میں ڈَھلتا چلا جاتا، رونا دھونا اور یادِ خدا میں مدہوش رہنا اس کا بھی معمول بن جاتا۔ کاش! کہ ہمیں بھی ایسی ہی رِقّتِ قلبی کے ساتھ اس پاک بارگاہ میں حاضری کی سعادت نصیب ہو جائے۔ اٰمِیْن بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مجلس رابطہ بالعلماء والمشائخ:

شیخِ طریقت، اَمیرِ اَہلسنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مَوْلانا ابُو بلال محمد اِلیاس عطّار قادِری رَضَوی ضِیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی سُنّی عُلَما و مَشائخ سے مَحبّت کے نتیجے میں تبلیغِ قرآن و سُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی نے ایک شُعْبہ بنام "مجلس رابطہ بِالْعلماء والمشائخ" بھی قائم کیا ہے۔ تا کہ اس کے ذریعے سُنّی عُلمائے کرام و مَشائخِ عِظّام (ائمہ مساجد، خطبا، مُدرسین) کو تبلیغِ قرآن و سُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی دِینی خِدمات سے آگاہ کیا جائے، ان سے تعلّقات اُستُوار کرکے انہیں دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ کیا جائے اور ان سے دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں میں مُعاوَنت حاصل کی جائے۔ اور ان کی دُعائیں لی جائیں اور سُنّی مَدارس و جامعات میں دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کاموں کی ترکیب بنائی جائے۔

اللہ کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں
اے دعوتِ اسلامی تیری دُھوم مچی ہو

12 مَدَنی کاموں میں حصّہ لیجئے!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نیکیاں کرنے گُناہوں سے بچنے اور نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے لیے ذیلی حلقے کے 12 مَدَنی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حِصّہ لیجئے۔ذیلی حلقے کے 12 مَدَنی کاموں میں سے روزانہ کا ایک مَدَنی کام "چوک درس" بھی ہے۔ آج کل جس طرح ہمارے مُعاشرے میں ہر طرف گُناہوں کا بازار گرم ہے، اسی طرح بازار بھی ان گُناہوں سے محفوظ نہیں ہیں۔ بلکہ وہاں بھی گُناہوں کا ایک نہ تھمنے والا سلسلہ ہے۔ بدکلامی، جُھوٹ، دھوکہ، فراڈ، جُھوٹی قسمیں، بدنگاہی سے لے کر نمازیں چھوڑنے اور ایک دوسرے کی غیبتیں کرنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے گُناہوں سے بازار بھرے ہوئے ہیں۔ تبلیغِ قرآن و سُنَّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی جہاں زِندگی کے ہر شُعبے میں نیکی کی دعوت عام کرنے میں مصروفِ عمل ہے وہیں بازار بھی اس نیکی کی دعوت سے محروم نہیں۔ اس مدنی کام کی برکت سے بازار میں بھی نیکی کی دعوت دینے کا موقع ملتا ہے یعنی بے نمازیوں تک نماز کی دعوت، سُنّتوں سے محروم افراد تک سُنّتوں پر عمل کرنے کی دعوت پہنچانے کی سعادت حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمیں بھی زِیادہ سے زِیادہ چوک درس دینے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ ہمارے بازاروں کا ماحول بھی سُنَّتوں بھرا ہو سکے۔ آیئے! ترغیب کیلئے چوک درس کی ایک مدنی بہار سُنتے ہیں۔

صُوبہ اُترانْچل (ہند) کے ایک 20سالہ نوجوان اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے: میں بُری صُحبت کے باعِث کم و بیش 14 سال کی عُمر ہی سے جرائم کی دَلدَل میں پھنس چُکا تھا۔ لوگوں سے بے وجہ لڑنا، مار پیٹ کرنا، میری عادت میں شامل ہو گیا یہاں تک کہ میں رانا بدمعاش کے نام سے پہچانا جانے لگا۔ میں عمر میں چھوٹا ضرور تھا مگر میں کسی سے ڈرے بِغیر سامنے والے پر پے درپے وار کرنا شروع کر دیتا تھا۔ ہر طرف میری دھاک بیٹھ گئی، لوگ میرے نام سے ڈرنے لگے۔ والِدَین مجھ سے بے زار ہو چکے تھے مگر بے بس تھے۔ میرے کالے کرتُوت دن بدِن بڑھتے جا رہے تھے۔ ایک دن گلی کے نُکڑ (کونے) پر

ایک سبز عمامے والے اسلامی بھائی کو چوک دَرْس دیتا دیکھ کر میں قریب جا کھڑا ہوا، جو کچھ سُنا وہ مجھے بہُت اچّھا لگا۔ میں نے کتاب پر نظر ڈالی تو اس پر فیضانِ سُنَّت لکھا تھا۔ درس دینے والے اسلامی بھائی نے مجھ سے بڑی مَحَبَّت کے ساتھ مُلاقات کی اور اِنْفِرادی کوشِش کرتے ہوئے مجھے مَدَنی قافِلے میں سفر کی دعوت پیش کی، فیضانِ سُنَّت کے درس نے میرے اَندر ہلچل مچا رکھی تھی، میں نے حامی بھر لی اور عاشقانِ رسول کے ہمراہ تین(3) دن کیلئے دعوتِ اسلامی کے سُنَّتوں کی تَربِیَت کے مَدَنی قافلے میں سفر کرتے ہوئے "جنک پُور" پہنچا اور مزید تین(3) دن کیلئے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں "جگن ناتھ پُور" جانے والے مَدَنی قافِلے کے ساتھ سُنَّتوں بھرے سَفَر کی سَعادَت حاصِل کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ **چوک درس** اور مَدَنی قافِلے میں سفر کی سعادت حاصِل کرنے کی بَرَکت سے میرے دل میں مَدَنی اِنْقِلاب برپا ہو گیا، میں نے سابِقہ گُناہوں سے توبہ کرلی اور داڑھی شریف سجانے کی بھی نِیَّت کرلی۔ دُعا فرمایئے کہ رَبُّ الْعِزّت عَزَّوَجَلَّ مجھے اِسْتِقامت عنایت فرمائے۔ میرے گھر والے مجھ میں آنے والے اِس مَدَنی اِنْقِلاب سے بے اِنْتِہا خُوش ہیں۔ والِدہ محترمہ دعوتِ اسلامی کیلئے خُوب دُعائیں کرتی ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھ سمیت میرے گھر والوں نے سلسلۂ عالیہ قادِریہ رَضَویہ میں داخِل ہو کر سرکارِ بغداد حُضُورِ غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی غُلامی کا پٹّا اپنے گلے میں ڈال لیا ہے۔ (غیبت کی تباہ کاریاں، ص ۳۲۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بیان کو اِختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنَّت کی فَضِیلت اور چند سُنَّتیں اورآداب بیان کرنے کی سَعَادَت حاصِل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رِسالت، شَہَنْشاہِ نُبُوَّت، مُصطَفٰے جانِ رَحمت، شمعِ بزمِ ہدایت، نوشۂ بزمِ جنّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ جنّت نشان ہے: جس نے میری سُنَّت سے مَحَبَّت کی اُس نے مجھ سے مَحَبَّت کی اور جس نے مجھ سے مَحَبَّت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہو گا۔

(مِشْکَاۃُ الْمَصَابِیح، ج ۱ ص ۵۵ حدیث ۱۷۵ دارالکتب العلمیۃ بیروت)

سینہ تری سُنَّت کا مدینہ بنے آقا

جنَّت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آیئے شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے "101 مدنی پھول" سے **"چل مدینہ"** کے سات حُرُوف کی نسبت سے **جوتے پہننے کے 7 مَدَنی پھول**

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: (1) جوتے بکثرت استعمال کرو کہ آدمی جب تک جوتے پہنے ہوتا ہے گویا وہ سُوار ہوتا ہے۔ (یعنی کم تھکتا ہے) (مُسلِم ص ۱۱۶۱ حدیث ۲۰۹۶) (2) جوتے پہننے سے پہلے جھاڑ لیجئے تاکہ کیڑا یا کنکر وغیرہ ہو تو نکل جائے (3) پہلے سیدھا جوتا پہنئے پھر اُلٹا اور اُتارتے وَقت پہلے اُلٹا جوتا اُتاریئے پھر سیدھا۔ فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم: جب تم میں سے کوئی جوتے پہنے تو دائیں (یعنی سیدھی) جانب سے اِبتداء کرنی چاہیے اور جب اُتارے تو بائیں (یعنی اُلٹی) جانب سے اِبتِداء کرنی چاہیے تاکہ دایاں (یعنی سیدھا) پاؤں پہننے میں اوّل اور اُتارنے میں آخِری رہے۔ (بُخاری ج ۴ ص ۶۵ حدیث ۵۸۵۵) (4) مَرد مردانہ اور عورت زَنانہ جوتا استعمال کرے (5) کسی نے حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ ایک عورت (مردوں کی طرح) جوتے پہنتی ہے۔ انھوں نے فرمایا: رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مردانی عورَتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (اَبُوداود، ج ۴ ص ۸۴ حدیث ۴۰۹۹) (6) جب بیٹھیں تو جوتے اتار لیجئے کہ اِس سے قدم آرام پاتے ہیں (7) (تنگدستی کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ) اوندھے جوتے کو دیکھنا اور اس کو سیدھا نہ کرنا "دولتِ بے زوال" میں لکھا ہے کہ اگر رات بھر جوتا اوندھا پڑا رہا تو شیطان اس پر آن کر بیٹھتا ہے وہ اس کا تخت ہے۔ (سنی بہشتی زیور حصہ ۵ ص ۶۰۱)

طرح طرح کی ہزاروں سنّتیں سیکھنے کیلئے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ دو کُتُب بہارِ شریعت حصّہ 16 (312 صفحات) نیز 120 صَفَحات کی کتاب "سُنّتیں اور آداب" ھدِیّۃً حاصِل کیجئے اور پڑھئے۔ سُنَّتوں کی تربیّت کا ایک بہترین ذَرِیعہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافِلوں میں عاشِقانِ رسول کے ساتھ سنّتوں بھرا سفر بھی ہے۔ (101 مدنی پھول، ص ۲۷)

سیکھنے سُنّتیں قافلے میں چلو　　　لُوٹنے رَحمتیں قافلے میں چلو

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی محمَّد

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں پڑھے جانے والے 6 دُرودِ پاک اور 2 دُعائیں

شبِ جمعہ کا دُرُود: (1) **اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ الْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ**

بُزُرگوں نے فرمایا کہ جو شخص ہر شبِ جمعہ (جمعہ اور جمعرات کی درمیانی رات) اِس دُرُود شریف کو پابندی سے کم از کم ایک مرتبہ پڑھے گا موت کے وقت سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی زِیارت کرے گا اور قبْر میں داخل ہوتے وقت بھی، یہاں تک کہ وہ دیکھے گا کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم اسے قبر میں اپنے رحمت بھرے ہاتھوں سے اُتار رہے ہیں۔ (اَفضَلُ الصَّلَوات عَلٰی سَیِّدِ السّادات ص ۱۵۱ ملخصًا)

(2) **تمام گناہ معاف: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ**

حضرتِ سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جو شخص یہ دُرُود پاک پڑھے اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (اَیضاً ص ٦٥)

(3) **رحمت کے ستّر دروازے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ**

جو یہ دُرُودِ پاک پڑھتا ہے تو اس پر رحمت کے 70 دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیْع ص ۲۷۷)

(4) **چھ لاکھ دُرُود شریف کا ثواب**

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلَاۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْكِ اللّٰہِ

حضرت احمد صاوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی بعض بزرگوں سے نقل کرتے ہیں: اس دُرُود شریف کو ایک بار پڑھنے سے چھ لاکھ دُرُود شریف پڑھنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ (اَفْضَلُ الصَّلَوات عَلٰی سَیِّدِ السّادات ص ۱۴۹)

(5) قُربِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ

ایک دن ایک شخص آیا تو حضورِ انور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اسے اپنے اور صِدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان بٹھالیا۔ اس سے صَحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کو تعَجُّب ہوا کہ یہ کون ذی مرتبہ ہے! جب وہ چلا گیا تو سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: یہ جب مجھ پر دُرُود پاک پڑھتا ہے تو یوں پڑھتا ہے۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیع ص۱۲۵)

(6) دُرُودِ شفاعت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

شافِعِ اُمَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا فرمانِ مُعظّم ہے: جو شخص یوں دُرودِ پاک پڑھے، اُس کے لیے **میری شفاعت واجب** ہو جاتی ہے۔ (الترغیب والترھیب ج ۲ ص ۳۲۹، حدیث ۳۱)

(1) ایک ہزار دن کی نیکیاں

جَزَی اللہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ

حضرتِ سیِّدُنا ابنِ عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے فرمایا: اس کو پڑھنے والے کیلئے ستر فرشتے ایک ہزار دن تک نیکیاں لکھتے ہیں۔

(مَجْمَعُ الزَّوَائِد ج ۱۰ ص ۲۵۴ حدیث ۱۷۳۰۵)

(2) ہر رات عبادت میں گزارنے کا آسان نسخہ

فرمانِ مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّمَ: جس نے اس دعا کو 3 مرتبہ پڑھا تو گویا اُس نے شَبِ قَدْر حاصل کرلی۔ (ابنِ عساکر ج ۱۹ ص ۱۵۵ حدیث ۴۴۱۵)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ، سُبْحٰنَ اللہِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔

(یعنی خُدائے حلیم وکریم کے سِوا کوئی عِبادت کے لائق نہیں، اللہ عَزَّوَجَلَّ پاک ہے جو ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا پروردگار ہے)